Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
فون: ۴۴۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
جلد ۴۲/۷۷ | بدھ - ۹ ذیقعدہ ۱۴۱۲ھ - ۱۳ ہجرت ہش ۱۳۷۱ - ۱۳ مئی ۱۹۹۲ء | نمبر ۱۱۱

ماں باپ کی تربیت کا دائمی اثر

حقیقت یہی ہے کہ ماں باپ کی تربیت بچہ پر بڑا گہرا اثر ڈالتی ہے۔ جن بچوں کے والدین بچپن سے ان کے کانوں میں یہ بات ڈالتے رہتے ہیں کہ انہوں نے بڑے ہو کر دین کی خدمت کرنی ہے۔ وہ دینی ماحول سے الگ ہو کر بھی اس بات کو بھلاتے نہیں۔ بلکہ اسے ہمیشہ یاد رکھتے ہیں۔

(اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت فضل عمر۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے ۹۔ مارچ ۱۹۵۶ء)

احمدی احباب کی تربیت کے لئے

ارشادات حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ

"دنیاوی حکام کا بھی یہی حال ہے کہ وہ ایک قانون مشتہر کر دیتے ہیں اور پھر اگر کوئی ان کے احکام کو توڑتا اور خلاف ورزی کرتا ہے تو پکڑا جاتا اور سزا پاتا ہے لیکن دنیوی حکام کے عذاب سے اور اُن کے قوانین و احکام کی خلاف ورزی کی سزا سے آدمی کسی دوسری عملداری میں بھاگ جانے سے بچ بھی سکتا ہے اور اس طرح پیچھا چھڑا سکتا ہے۔ مثلاً اگر انگریزی عملداری میں کوئی خلاف ورزی کی ہے تو وہ فرانس یا کابل کی عملداری میں بھاگ جانے سے بچ سکتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کے احکام و ہدایات کی خلاف ورزی کر کے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے؟ کیونکہ زمین و آسمان جو نظر آتا ہے یہ تو اسی کا ہے اور کوئی اور زمین و آسمان کسی اور کا کہیں نہیں ہے۔ جہاں تم کو پناہ مل جاوے۔ اس واسطے یہ بہت ضروری امر ہے کہ انسان ہمیشہ خدا تعالیٰ سے ڈرتا رہے اور اس کی ہدایتوں کے توڑنے یا گناہ کرنے پر دلیر نہ ہو کیونکہ گناہ بہت بُری شئے ہے اور جب انسان اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا اور گناہ پر دلیری کرتا ہے تو پھر عادت اللہ اس طرح پر جاری ہے کہ اس جُرأت و دلیری پر خدا تعالیٰ کا غضب آتا ہے اس دنیا میں بھی اور آخرت میں بھی۔"

(ملفوظات جلد سوم صـ ۶۰۷)

درخواست دعا

مکرم راجہ غالب احمد صاحب لاہور کی اہلیہ محترمہ کئی دن سے سخت علیل ہیں۔ بیماری کی علامات مکمل طور پر زائل نہیں ہو رہیں۔ احباب سے خصوصی دعاؤں کی درخواست ہے۔

ملک خالد مسعود

تقریب شادی

عزیز مکرم محمد کبیر اختر ابن مکرم ایم۔ ایس۔ اختر صاحب اکاؤنٹنٹ روزنامہ الفضل ربوہ کا نکاح ہمراہ عزیزہ مکرمہ منصورہ صاحبہ بنت مکرم محمد صادق ضیاء صاحب بنگوال اسلام آباد مورخہ ۱۰ر اپریل ۱۹۹۲ء کو بعد از نماز عشاء مکرم طارق محمود ظفر صاحب مربی سلسلہ نے بیالیس ہزار روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ مورخہ ۱۱ر اپریل ۱۹۹۲ء کو رخصتانہ ہوا۔ محترم مربی صاحب نے اس موقعہ پر دعا کرائی۔ اس سے اگلے دن ۱۲ر اپریل ۱۹۹۲ء کو مکرم ڈاکٹر نصیر احمد صاحب نے گل روڈ گوجرانوالہ میں دعوت ولیمہ کا اہتمام کیا جس میں کثیر احباب نے شرکت فرمائی۔ احباب کرام سے درخواست ہے کہ اس رشتہ کے مبارک اور مثمر بثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا کریں۔

اللہ تعالیٰ کے حضور دعاؤں سے کام لو اور وحدت مانگو

اقتباس از خطبہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الاوّل) اللہ تعالیٰ آپ سے راضی رہے

میں نے ایک شخص کو نصیحت کی کہ تم قرآن شریف بھی پڑھا کرو۔ آخر وہ بھی خدا کی ایک چٹھی ہے۔ تو جواب میں بلا تامل یوں کہا کہ پھر کوئی نہایت اعلیٰ قسم کی عمدہ اور میری شان کے شایاں حمائل عطا کیجئے۔ جائے غور ہے کہ آخر اپنے دیگر ضروریات دنیوی کے واسطے بھی تو ہزاروں روپیہ خرچ کرتا تھا۔ اگر ایک یا دو روپے خرچ نہیں کر سکتا تھا تو کس کے لئے؟ دین کے لئے۔

غرض دین کو دنیا پر مقدم کرنے کا ایک اصل جو حضرت (صاحب) نے ہمارے ہاتھ میں دیا ہے۔ کام میں کاج میں۔ سونے میں جاگنے میں۔ کھانے میں پینے میں۔ لباس میں پوشاک میں۔ گھر میں باہر میں۔ عادات میں۔ رسم و رواج میں۔ شغل میں اور بیکاری میں شادی میں غم میں لین دین میں۔ دین ہی غرض اپنے کل کاروبار میں۔ اس اصل کو نصب العین رکھو۔ اور جانچتے رہو کہ دنیا مقدم ہے یا کہ دین۔ پھر ولایت کا کونسا درجہ ہے جس کو تم حاصل نہیں کر سکتے۔

دیکھو تم جو اس وقت اس جگہ موجود ہو۔ عمروں میں مختلف ہو۔ بلحاظ قوم کے آپس میں بڑے بڑے اختلاف ہیں۔ رسوم و رواج عادات۔ تعلیم و تربیت۔ خیالات۔ امنگیں بالکل مختلف ہیں۔ عزت اور مرتبوں کے لحاظ سے مختلف ہیں۔ پھر باوجود ان اختلافات کے گرمی ہے اور پھر قحط کی مصیبت ہے۔ ان سب مشکلات کے ہوتے ہوئے پھر ایک بگل بجنے سے تم کیسے یکدم جمع ہو گئے ہو۔ ذرا اس میں غور تو کرو۔ اسی طرح سے (اور تم سب اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑ لو) اللہ تعالیٰ کی طرف جانے کے واسطے بھی اس طرح یکجا کوشش کرو۔ دعا کرو کہ باوجود ہر قسم کے اختلاف کے وحدت کی روح پھونکی جاوے اور بغض کینے، عداوتیں سب دور ہو کر باہمی محبت اور ملاپ پیدا ہو جاوے۔ تکلیف میں صبر اور استقلال نصیب ہو جاوے۔ سوء ظنی آپس میں اور خدا کی ذات پر دور ہو جائے۔ مصائب اور شدائد میں خدا کے ساتھ صلح ہو جاوے غرض دعاؤں سے کام لو اور وحدت مانگو تا وحدت کے فیوض سے بھی مستفید ہو سکو۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۰ مارچ ۱۹۰۸ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل
ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقامِ اشاعت: دارالنصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۳ ۔ ہجرت ۱۳۷۱ ہش ۱۳ ۔ مئی ۱۹۹۲ء

ہمارے درویش بھائی

احمدیہ جماعت ایک خاندان ہے ۔ اس کے تمام افراد ۔ دنیا میں جہاں کہیں بھی بستے ہوں ۔ آپس میں خونی رشتے کی طرح ۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ۔ بھائی بھائی ہیں ۔ بھائی بھائی کہہ کر ہمیں خیال آیا کہ اس طرح ہم اپنی خواتین کو الگ کر کے تو بات نہیں کر رہے ۔ در اصل بھائی بھائی تو محاورہ ہے ۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ہم سب بہن بھائی ہیں ۔ اور سب برابر ہیں ۔ البتہ جو جتنی دین کی خدمت دوسروں سے زیادہ کر رہا ہے ۔ اتنا ہی اس خاندان کے افراد میں زیادہ محترم ہے ۔ حقیقی احترام کی بنیاد ہے ہی دین کی خدمت ۔ انسانیت کی خدمت ۔ اور آپس میں ایک دوسرے کی خدمت ۔

اس خاندان کے افراد کی دین کی خدمت کا ایک پہلو یہ ہے کہ ہماری وہ بہنیں اور ہمارے وہ بھائی جو قادیان میں بیٹھے ہیں اور جنہوں نے سر دھڑ کی بازی لگا کر ہمارے پیارے اور واجب الاحترام مقامات کی حفاظت کی اور اس بستی کے جزیرہ نما حلقے میں احمدیت کے جھنڈے کو بلند کئے رکھا ۔ انہوں نے جو دین کی خدمت کی ہے اسکی ساری دنیا میں ۔ احمدیہ جماعت میں ۔ کوئی مثال نہیں ملتی ۔ انہوں نے تنگی ترشی میں گذارہ کیا ۔ انہوں نے خوفناک حالات میں حوصلے بلند رکھے اور انہوں نے ہر قسم کے مصائب کا سامنا کرتے ہوئے احمدیت کے نام اور احمدیت کے کام کو زندہ رکھا ۔ ان کی قربانیوں کے اعتراف میں سیدنا حضرت امام جماعت الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک خطبہ میں فرمایا

"ہمارے قربانی دینے والے جو بھائی ایک لمبے عرصہ سے ان مقدس مقامات کی حفاظت کر رہے ہیں ہم ان کے دل کی گہرائیوں سے ممنون ہیں اور ان کو یقین دلاتے ہیں کہ دنیا میں جہاں کہیں بھی احمدی بستا ہے ۔ وہ آپ کی قدر کرتا ہے ۔ آپکو عزت اور محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے ۔ اگر ہم سے آپ کے حقوق ادا کرنے میں پیچھے کوئی غفلت ہوئی ہے تو میں اقرار کرتا ہوں کہ ہم ان غفلتوں کے نتیجے میں اپنے خدا سے معافی مانگتے ہوئے ہر قسم کی تلافی کی کوشش کریں گے ۔ قادیان کی واپسی جب بھی ہو اس سے پہلے پہلے لازم ہے کہ یہاں آپکی عزت اور آپکے وقار کو بحال کیا جائے تاکہ آپ سربلندی کے ساتھ ان گلیوں میں پھر سکیں ۔ آپکو کوئی احساسِ محرومی نہ رہے"

ہم سب ان سکیموں میں تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے حصہ لیں گے ہی جو حضور انور اس سلسلہ میں فرمائیں گے ۔ اور ہمیں بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیئے ۔ لیکن اس کے علاوہ ہم سب کا فرض ہے کہ ہم اپنے درویش بھائیوں کے لئے مجسّم دعا بن جائیں کہ اللہ تعالیٰ ان کی عزت اور ان کے وقار کو بحال فرمائے ۔ اے خدا تو ایسا ہی کر ۔

مجھ کو جس بھٹّی میں چاہو جھونک دو
مجھ کو دو پیغام گیر و دار کا
دیکھو گے اور دیکھتے رہ جاؤ گے
اِک نیا پہلو مِرے کردار کا

ابوالاقبال

دلِ و جاں کی تمنّا کا فسانہ اور کیا ہوگا
تم آکر بھی نہیں آئے بہانہ اور کیا ہوگا

خراب آباد سے اٹھ کر تری بستی میں آئے ہیں
یہاں پر بھی نہ ہو تو پھر ٹھکانہ اور کیا ہوگا

کوئی کیوں مجھ کو سمجھائے سُبک رفتار کے معنے
مِری فِطرت سے بڑھکر تازیانہ اور کیا ہوگا

مَیں صبح و شام تنکے چُن کے اپنا گھر بناتا ہوں
یہ کُنجِ عافیت ہے، آشیانہ اور کیا ہوگا

چلے آتے ہیں لوگ اس سمت اپنی حاجتیں لیکر
نہیں ہے یہ، تو پھر مہمان خانہ اور کیا ہوگا

مجھے دادِ سخن دیتے ہیں وہ بیداد کی صورت
فغاں کو چھوڑ کر میرا ترانہ اور کیا ہوگا

وہ مجھ کو دیکھتے ہیں، دیکھنے سے جیسے نفرت ہے
سرِ محفل سلوکِ بے دِلانہ اور کیا ہوگا

وہ اکثر جھانکتے رہتے ہیں میرے دل کی دنیا میں
نہیں ہے یہ تو ربطِ محرمانہ اور کیا ہوگا

ہم اپنے خونِ دل سے ان چراغوں کو جلاتے ہیں
چراغاں کا کوئی منظر سہانا اور کیا ہوگا

نسیم اِک آگ جلتی ہے محبّت کی ترے دل میں
تری غربت کے عالم میں خزانہ اور کیا ہوگا

نسیم سیفی

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ فرماتے ہیں

"فضل ہمیشہ خدا کی طرف سے آتا ہے ۔ ہزار تدبیر کرو ہرگز کام نہ آوے گی ۔ جب تک آنسو نہ بہیں ۔"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت صاحبزادہ مرزا طاہر احمد صاحب (امام جماعت احمدیہ الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

یہ تحریر ۱۹۶۳ء میں سپردِ قلم کی گئی

حضرت سیّدہ اُمّ طاہر صاحبہ

(اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے)

تربیت اولاد اور متفرق خصائل

روزمرہ کی گوناگوں مصروفیات کی وجہ سے آپ کو اولاد کی طرف خاص توجہ دینے کی فرصت نہیں تھی۔ مگر ہم سے توقعات ایسی بلند رکھی ہوئی تھیں کہ گویا ۲۴ گھنٹے ہمیں پر کھپاتی ہیں۔ ہماری غلطیوں پر سخت ناراض ہوتی تھیں۔ اور بعض اوقات بدنی سزا بھی دیتی تھیں۔ زیادہ تر غصہ بچے کی ضد پر آتا تھا۔ اگر کوئی بچہ اپنی ضد پر اڑ کر بیٹھ جائے۔ تو اس وقت تک نہیں چھوڑتی تھیں جب تک اس کی ضد نہ توڑ لیں۔ نصائح عام طور پر اس رنگ میں کرتی تھیں کہ دل میں اتر جاتی تھیں۔ اگر کسی امر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ یاد ہو تو وہ ضرور دیتی تھیں۔ مثلاً ایک دفعہ ہم بہشتی مقبرہ سے دعا کر کے واپس آ رہے تھے۔ راستے میں کوئی شخص گذرا جس نے نہ ہمیں سلام کیا نہ میں نے اسے۔ اس پر مجھ سے بہت مایوس ہوئیں کہ تمہیں اتنا بھی سلیقہ نہیں کہ راستہ میں چلتوں کو سلام کہو۔ میں نے کہا اس نے بھی تو نہیں کہا تھا۔ تو کہنے لگیں تمہیں اس سے کیا غرض؟ پھر نصیحت کی کہ دیکھو خواہ کوئی واقف ہو یا ناواقف ہو اسے پہلے سلام کیا کرو۔

بچوں میں سے سب سے زیادہ پیار ہمشیرہ امۃ الحکیم سے تھا۔ طبیعت میں عدل بہت تھا اور کہا کرتی تھیں کہ امۃ الحکیم بہت اچھی ہے۔ کیونکہ اس کی طبیعت میں انصاف ہے۔ باجی امۃ القیوم اور باجی رشید تو بڑی تھیں۔ چھوٹی پود میں بھائی خلیل، ہمشیرہ امۃ الحکیم امۃ الباسط اور میں تھے۔ جب بھی ہم میں کوئی مٹھائی یا پھل وغیرہ تقسیم کروانا ہوتا تو بی بی امۃ الحکیم کے سپرد کرتیں اور کہتیں کہ مجھے یقین ہے کہ یہ خواہ آپ تھوڑا لے مگر تم سب کو برابر دے گی۔ اور ایسا ہی ہوتا تھا۔ بی بی امۃ الحکیم اس بارہ میں اتنی محتاط تھیں کہ انگور بھی تقسیم کرنے ہوتے تو گن گن کر دیتی تھیں اور ہم انہیں اس بڑھی ہوئی احتیاط پر بہت چھیڑا کرتے تھے۔

کھانے کے آداب کا بہت خیال رکھتی تھیں۔ حرص اور خود غرضی سے شدید نفرت تھی۔ کسی کو غیبت کرتے سن لیتیں تو سخت غصہ آتا تھا۔ کسی بڑے کے خلاف بدتمیزی کا کلمہ بالکل برداشت نہیں تھا۔ نماز کی پابندی بہت سختی سے کرواتی تھیں۔ چندہ کی خود بھی پابند تھیں اور ہمیں بھی بچپن سے اس کی عادت ڈالی۔ ہمارے جیب خرچ کاٹ کر چندہ دیا کرتی تھیں اور ہمیں یہ بات ہمیشہ جتاتی رہتی تھیں تاکہ خوب ذہن نشین ہو جائے کہ یہ چندہ خود ہم دے رہے ہیں۔ غربا کی ہمدردی کی بہت تلقین کرتی تھیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں یہ رباعی بہت پسند تھی اور رات بستر پر کئی دفعہ دھیمی آواز میں ترنم کے ساتھ پڑھا کرتی تھیں۔

بلغ العلیٰ بکمالہ کشف الدجیٰ بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ صلوا علیہ وآلہ

مجھے بھی خود مترنم آواز میں ساتھ پڑھوا کر یاد کروائی تھی۔ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کا دل میں ایسا گہرا احترام تھا کہ باوجود بہو ہونے کے ہمیشہ اپنے آپ کو حضور بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی اولاد سے کم مرتبہ سمجھا حالانکہ خاندان میں گھل مل جانے کے بعد یہ فرق کون مدنظر رکھا کرتا ہے۔

قطع رحمی سے سخت اجتناب کرتی تھیں۔ مگر بعض اوقات بھائیوں یا دیگر اقارب سے وقتی ناراضگیاں ہو جایا کرتی تھیں۔ ایک دفعہ کسی بات پر بڑے ماموں جان سیّد ولی اللہ شاہ صاحب سے رنجش ہو گئی۔ اس تکرار کے وقت میں بھی وہاں موجود تھا۔ چنانچہ اس کے اثر سے میں نے صفی اللہ (ابن سیّد ولی اللہ شاہ صاحب جو آجکل انگلستان میں ہیں) سے بولنا چھوڑ دیا۔ امی کو معلوم ہوا تو سخت ناراض ہوئیں اور کہا کہ خبردار جو آئندہ لڑائی بھڑائی میں بڑوں کی نقل کی۔

بچوں کی لڑائی میں کبھی اپنے بچوں کا ناجائز ساتھ نہیں دیتی تھیں۔ ایک دفعہ میری اور صفی اللہ کی لڑائی ہوئی۔ ہم دونوں کا جتنا بس چلا ایک دوسرے کو مارا۔ گھر آ کر جب میں نے لڑائی کا ذکر کیا تو امی نے بھی میری اچھی طرح مرمت کی کہ کیوں لڑتے پھرتے ہو۔ ابھی مجھے مارکوٹ کر فارغ ہوئی ہی تھیں کہ ممانی جان صفی اللہ کی والدہ کی غصہ بھری شکایت پہنچی کہ آپ کے بیٹے نے میرے بیٹے کو مارا ہے۔ امی نے نوکر سے کہا کہ جا کر کہہ دو کہ آپ کا پیغام آنے سے پہلے ہی میں نے طاہر کو مار مار کر ادھ موا کر دیا ہے۔ بے شک آ کر دیکھ لیں۔ ویسے قصور دونوں کا ہے اور دونوں نے ایک دوسرے کو مارا تھا۔ میں نے تو آپ سے کوئی شکایت نہیں کی۔

ایک مرتبہ میری اور برادرم مرزا انور احمد کی لڑائی ہو گئی۔ اس کے بعد ایک دن ان کے گھر گیا تو انہوں نے مجھے دیکھ کر دروازہ بند کر لیا۔ ہم اپنی لڑائیوں کی شکائتیں کبھی اپنی ماؤں سے جا کر نہیں کرتے تھے۔ اور خود ہی قرض چکا دیا کرتے تھے۔ چنانچہ بعد میں ایک دن میں نے مرزا انور احمد کو اپنے گھر آتے دیکھ کر صحن کا دروازہ بند کر لیا۔ امی دیکھ رہی تھیں۔ انہوں نے نہایت سختی سے ڈانٹا کہ یہ کیا حرکت کی ہے۔ میں نے کہا کہ پہلے اس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کیا تھا تو غصہ فرو ہونے کی بجائے اور بھڑک اٹھا کہنے لگیں پہلے اس نے کیا ہو یا تم نے کیا ہو مگر اگر تم نے پھر ایسی حرکت کی کہ کسی پر اپنے گھر کا دروازہ بند کیا تو میں اتنا ماروں گی کہ ہمیشہ یاد رکھو گے۔

تلاوت باقاعدہ کرتی تھیں۔ قرآن کریم سے بہت ہی محبت تھی۔ باطنی احترام بھی بہت تھا اور ظاہری بھی۔ اکثر قرآن کریم کو خوبصورت غلاف میں ملفوف رکھتی تھیں۔ ایک دفعہ سکول جاتی دفعہ فرش میں اُلجھ کر میرا پاؤں لڑکھڑا گیا۔ اور کتابوں کے اوپر سے قرآن کریم پھسل کر نیچے گر پڑا۔ کم ہی امی کو میں نے اتنے غصہ میں دیکھا ہے۔ جتنا اس موقعہ پر آیا۔ میں نے بار بار کہا کہ میرا اس میں کیا قصور ہے؟ میرا پاؤں اُلجھ گیا تھا۔ مگر ہر بار عذر پیش کرنے پر غصہ بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ مجھے یوں محسوس ہونے لگا کہ اس ماں کے دل میں محبت کا شائبہ تک نہیں۔

اپنے بچوں سے اگر پیار کا اظہار نہیں کرتی تھیں تو محض اس خوف کی بناء پر کہ کہیں لاڈ پیار سے تربیت خراب نہ ہو جائے۔ غالباً ذہن پر یہ وہم مسلط تھا کہ اپنی ماؤں کا پیار بچوں کے اخلاق بگاڑ دیتا ہے۔ یہ احتیاط محض اسی بناء پر تھی ورنہ دل ہرگز سخت نہیں تھا۔ دوسروں کے بچوں پر بہت پیار آتا تھا اور اپنی آخری بچی امۃ الجمیل سے بھی کم پیار نہیں کیا۔ یہ تربیت کی اصولی سختیاں زیادہ تر ہم بڑے بچوں کے حصہ میں آئیں۔ شیرخوار موٹے بچے تو بہت ہی پیارے لگتے تھے۔ کسی ایسے بچے کو دیکھتی تھیں تو بے اختیار ہو جاتی تھیں۔ اور اصول کی سب باگیں ڈھیلی پڑ جاتی تھیں۔ اظہار محبت کے طور پر اس کی ماں سے کہتی تھیں کہ یہ بچہ تو تم مجھے ہی دے دو۔ یہ کبھی فرق نہیں کیا کہ بچہ امیر کا ہے یا غریب کا، مالکہ کا ہے یا خادمہ کا۔

جانوروں سے بھی پیار کرتی تھیں اور بہت خیال رکھتی تھیں۔ اس عورت کا واقعہ کئی دفعہ بیان کیا۔ جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کشفی حالت میں عذاب میں مبتلا دیکھا تھا کیونکہ اس نے ایک بلی کو بند کر کے بھوکا مار دیا تھا۔ حضور نے بعض مواقع پر حفاظت کی غرض سے کتے رکھے تو ان کی نگہداشت امی کے سپرد ہی کی اور اس فریضہ کو انہوں نے بڑی عمدگی کے ساتھ ادا کیا۔

لین دین کی بہت صاف تھیں اور تمام حسابات لکھ کر ایک کاپی میں محفوظ رکھتی تھیں۔ حتیٰ کہ خادموں کو بھی تنخواہ دیتی ہو تو وصولی کے دستخط کروا لیتی تھیں۔ خادموں اور خادماؤں سے سلوک ایسا تھا کہ کبھی کوئی خادم یا خادمہ سختی کی شکایت کر کے رخصت نہیں ہوئے۔ جو ملازم ایک دفعہ آیا خود اپنی مرضی سے الگ نہیں ہوا۔ سختی بھی کرتی تھیں مگر اپنے بچوں کی نسبت زیادہ نہیں۔ جیسا بعض قصوروں پر انہیں مار لیتی تھیں ویسا انہیں بھی۔ مگر چونکہ خیال بہت رکھتی تھیں۔ اس لئے کبھی کسی نے محسوس نہیں کیا۔ رعب بہت تھا مگر خشک متکبرانہ رعب نہیں تھا بلکہ طبیعت نہایت منکسر مزاج تھی اور غریب امیر سب سے یکساں خندہ پیشانی سے ملتی تھیں۔ خادم آپ سے ڈرتے بھی تھے اور محبت بھی بہت کرتے تھے۔ یہ برداشت نہیں کرتی تھیں کہ بچے کسی خادم پر ہاتھ اٹھائیں۔ اگر کوئی ایسا کر بیٹھتا تو اسے بدنی سزا دیتی تھیں۔

اگر کسی بیان میں بچے اور خادم کا اختلاف ہو تو کبھی خواہ مخواہ بچے کے حق میں فیصلہ نہیں دیا۔ بلکہ دونوں کے بیان سن کر یہ اندازہ لگاتی تھیں کہ کون سچ اور کون جھوٹ کہہ رہا ہے۔ اور جس کا جرم ثابت ہوا اسے جرم کے علاوہ جھوٹ کی الگ سزا ملتی تھی۔ خادموں کو پیٹ بھر کر کھلاتی تھیں فکر رہتا تھا کہ باورچی یا باورچن کسی کو بھوک سے کم نہ دے رہے ہوں۔ ہمارا ایک بھینسوں کا نوکر ہوا کرتا تھا۔ جو روٹی بہت کھاتا تھا۔ باورچن سے ایک مرتبہ پوچھا کہ تم اسے پوری روٹی دیتی ہو یا نہیں تو اس نے کہا کہ ہاں میں اسے سات یا آٹھ بھاری روٹیاں دیتی ہوں۔ لیکن اس پر تسلی نہیں ہوئی اور خود باورچی خانہ کی چک سے باہر اسے بٹھا کر روٹی کھلائی اور کہا کہ جب پیٹ بھر جائے تو بتا دینا اور اندر بیٹھ کر روٹیاں گنیں کہ کتنی کھاتا ہے اس دن اس نے گیارہ روٹیاں کھائیں۔ چنانچہ

باقی ص ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کس نے کیا کہا

فاؤنڈیشن فار ریسرچ آن نیشنل ڈیفنس اینڈ سیکورٹی۔ جس کا مخفف "فرینڈز" ہے کے سربراہ سابق جنرل چیف آف آرمی سٹاف ریٹائرڈ مرزا اسلم بیگ نے ذرائع ابلاغ خاص طور پر اخبارات پر زور دیا ہے کہ وہ اپنا کردار ادا کرتے ہوئے جیسی کیسی بھی جمہوریت پاکستان میں اس وقت موجود ہے اس کو محفوظ اور مستحکم بنانے کی کوشش کریں۔ انہوں نے کہا کہ ابلاغِ عامہ اس سلسلے میں ان لوگوں سے جن کے ہاتھ میں اقتدار ہے اور دیگر سیاستدانوں سے اپیل کر سکتے ہیں کہ وہ اکٹھے بیٹھ کر گفت و شنید کے ذریعے کوشش کریں کہ جمہوریت قائم رہے۔ کیونکہ اگر جمہوریت قائم نہ رہے تو دوسرا راستہ نہایت خطرناک ہے۔

جنرل (ریٹائرڈ) مرزا اسلم بیگ ایک سیمینار سے خطاب کر رہے تھے جس کا موضوع ابلاغِ عامہ کا کردار تھا۔ خاص طور پر قومی اغراض و مقاصد کے سلسلے میں۔ اور یہ سیمینار فرینڈز ہی نے منعقد کیا تھا۔ ان کے دوسرے ساتھی اس سیمینار کے انعقاد کے سلسلے میں سابق سپریم کورٹ کے جج جسٹس (ریٹائرڈ) جاوید اقبال تھے۔ جنہوں نے اس سیمینار کی صدارت کی۔ اس موقعہ پر ٹی وی کے چیف اسلم اظہر اور اخبارات کے کالم نویس ارشاد احمد حقانی اور لاہور کے انگلش ہفت روزہ کے نجم سیٹھی نے اس موضوع پر روشنی ڈالی۔ سابق چیف آف آرمی سٹاف نے ملکی حالات کا (شروع سے اب تک) جائزہ لیا۔ انہوں نے اپنی بات قائداعظم کی وفات سے شروع کی اور چلتے چلتے غلام محمد، سکندر مرزا کا ذکر بھی کیا۔ سابق چیف آف آرمی سٹاف نے کہا کہ پریس کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ لوگوں کی صحیح راستے پر رہنمائی کریں انہیں ایک مصلح۔ ایک معلم اور دانشور کا کردار ادا کرنا چاہیئے۔ پریس کی تعریف کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ باوجود کئی قسم کے دباؤ کے پریس نے خاصا حوصلہ مندانہ کردار ادا کیا ہے۔ ریٹائرڈ جنرل نے اس خیال کا اظہار کیا کہ ملک کے سیاسی سسٹم میں ترمیم کی ضرورت ہے۔ اس میں بعض تبدیلیاں لانا ناگزیر ہے اور جمہوریت کے مفاد میں اس کو زیادہ بہتر بنانے کی ضرورت ہے۔ جسٹس ریٹائرڈ جاوید اقبال نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ملک کو اسلام کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا مگر افسوس ہے کہ اسلام کے نام کو منفی طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغربی ثقافت کی یلغار کا صرف اور صرف اسی طرح مقابلہ کیا جا سکتا ہے کہ مخلصانہ رنگ میں سر سید احمد علامہ اقبال اور قائداعظم کی طرح کام کیا جائے۔

نئی انشورنس؟

کونسل آف اسلامک آئیڈیالوجی نے موجود الوقت رائج انشورنس سسٹم کو قطعی طور پر غیر اسلامی قرار دیا ہے۔ کونسل نے ایک ڈرافٹ تیار کیا ہے۔ جس میں ایسی سکیم پیش کی گئی ہے کہ سود سے آزاد (بغیر) کاروبار ہوگا۔ اور صرف اور صرف ان لوگوں کا جو اس میں روپیہ لگائیں گے۔ مفاد پیش نظر رہے گا۔ اس ڈرافٹ کو کونسل کی اگلی میٹنگ میں اسلام آباد میں ۱۰ مئی سے ۱۲ مئی تک کے دوران آخری شکل دی جائے گی اور کہا جاتا ہے کہ اسکے بعد حکومت کے پاس بھیجا جائے گا۔ تاکہ وہ اسکے مطابق قانون بنانے پر غور کر سکے کونسل نے اس خیال کا اظہار کیا ہے کہ موجود الوقت انشورنس سسٹم میں تین خاص باتیں ہیں۔

۱۔ سود ۲۔ غیر یقینی ہونا ۳۔ جواء

یہ تین باتیں ایسی ہیں جنہیں انشورنس میں سے نکال دیا جائے۔ اور برابری کی بنیاد پر سکیم تیار کی جانی چاہیئے۔ باخبر ذرائع نے اخبارات کو بتایا ہے کہ نئی سکیم میں روپیہ لگانے والے اس ذمہ داری میں حصہ دار ہوں گے۔ کہ نفع ہوتا ہے یا نقصان۔ اور دیگر پالیسی ہولڈروں کے ساتھ ذمہ داری سے حصہ لیں گے۔ اس میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ صرف وہ افراد اس نئی سکیم سے فائدہ اٹھائیں جو حکومت کے ساتھ معاہدہ کریں کہ وہ روپیہ لگائیں گے۔ اور ان کے روپیہ کو ایسے لوگوں کے ہاتھوں میں قرضہ کے طور پر نہیں دیا جائے گا۔ جو خود روپیہ نہیں لگا رہے۔ اور جو اس سکیم سے کسی طرح بھی ذمہ دار نہیں ہیں۔

ایسا کرنے سے اس نئی سکیم میں اس بات کی راہ میں ضروری رکاوٹ پیدا کر دی ہے کہ روپیہ سود پر دوسرے لوگوں کو دیا جائے مقصد یہ ہے کہ جو لوگ اس سکیم میں شامل ہونگے وہی قرض بھی لے سکیں گے۔ تاکہ دوسرے لوگ جو بڑی بڑی بزنس کے مالک ہیں یا جنہوں نے فیکٹریاں لگائی ہوئی ہیں اس طرح کمپنیوں کا روپیہ کمپنی کے حصہ داروں کے پاس ہی رہیگا۔ اس قسم کی انشورنس کے لئے یہ بھی سوچ لیا گیا ہے۔ کہ وہ کس قسم کے کام کر کے روپے کو بڑھائیں گے۔ جب اس ڈرافٹ کو آخری شکل دی جائے گی۔ اور حکومت کو پیش کیا جائے گا۔ تاکہ اسے قانون کی صورت میں لاگو کرنے پر غور کیا جائے۔ اسوقت اسکی ساری شقیں زیادہ بہتر طریق پر سامنے آئیں گی۔

ایک چھوٹی سی بات

آپ نے بعض اوقات دیکھا ہوگا بلکہ سنا ہوگا کہ بعض مقررین اپنی تقریر کے عنوان کا ذکر کرتے ہی انجانے میں کسی اور طرف چل پڑتے ہیں۔ تقریر خوب ہوتی ہے سامعین محظوظ ہوتے ہیں لیکن بعض سامعین تقریر کی تعریف تو کرتے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ فقرہ بھی چست کر دیتے ہیں کہ مقرر صاحب نے تقریر کے موضوع کے متعلق تو کچھ کہا ہی نہیں۔

مجھے یہ بات کہنے کی اس لئے ضرورت پیش آئی کہ یہ کالم ہے تو "ایک چھوٹی سی بات"، لیکن جو کچھ میں کہنے لگا ہوں اسے چھوٹی سی بات کہنا کچھ مناسب نہیں ہے بظاہر وہ چھوٹی سی بھی ہو تو اس کی گہرائی میں جانے سے پتہ چلتا ہے کہ درحقیقت وہ بات چھوٹی سی نہیں ہے۔ اور وہ بات یہ ہے کہ کیپٹن محمد حسین چیمہ جن کا گذشتہ دنوں قادیان میں انتقال ہو گیا ان سے دوستی تو غائبانہ ہی تھی۔ لیکن ایک دوسرے کے لئے محبت کے جذبات میں خاصی گہرائی تھی۔ ان سے پہلی ملاقات لندن میں ۱۹۵۵ء میں اس وقت ہوئی جب وہ امام جماعت الثانی۔ اللہ تعالٰے ہمیشہ آپ سے راضی رہے۔ کے ساتھ پہریدار کی حیثیت سے لندن گئے تھے۔ اور خاکسار دعوت الی اللہ کی عالمی کانفرنس میں شرکت کے لئے نائیجیریا سے وہاں پہنچا تھا۔ یہ ملاقات بظاہر تو سرسری ہی تھی۔ کیونکہ ہم کم کم ہی ایک دوسرے سے مل سکے لیکن دل ایک دوسرے کے اتنے قریب آگئے کہ پھر کبھی ایک دوسرے کو بھلا نہ سکے۔ اس کے بعد پھر ایک دفعہ چیمہ صاحب سے لندن ہی میں ملاقات ہوئی۔ اور یہ ملاقات خاصے لمبے عرصہ کے بعد ہوئی۔ یہ لمبا عرصہ پینتیس سال پر ممتد تھا۔ لیکن ہم ایک دوسرے سے گہرے محبت کے جذبات کا اظہار کرتے ہوئے ملے۔ اور نہایت مشفقانہ رنگ میں انہوں نے مجھے ایک تحفہ بھی دیا۔ اگرچہ میں تو پاکستان سے وہاں گیا تھا اور قریبا تہی جیب ہی تھا انہیں کچھ نہ دے سکا۔ اور اگر میں انہیں کچھ دینے کی کوشش بھی کرتا تو انہیں وصول کرنے میں تامل ہوتا وہ تو دینے کے موڈ میں تھے لینے کے نہیں۔

اس کے کچھ عرصہ بعد ان سے ربوہ میں ملاقات ہوئی۔ ایک نکاح کی تقریب تھی۔ ہم دونوں پاس پاس بیٹھے تھے۔ جب تقریب ذرا آگے بڑھی تو چیمہ صاحب کہنے لگے۔ ذرا اپنی پگڑی تو اتاریں۔ میں نے پگڑی اتار دی اور انہوں نے اپنی پگڑی میرے سر پر رکھتے ہوئے۔ میری طرف پیار سے دیکھا میں نے سمجھا۔ اب میری پگڑی مانگیں گے۔ آخر دوست پگڑی بدل بھائی بھی تو بنتے ہیں۔ لیکن انہوں نے میری پگڑی میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے کہا "یہ پگڑی جو اب آپ کے سر پر ہے آپ کو میری یاد دلاتی رہے گی"۔ ان کے پاس پلاسٹک کا ایک بیگ بھی تھا۔ اس میں ایک اور پگڑی تھی۔ وہ نکالی اور انہوں نے اپنے سر پر رکھ لی۔

اس کے بعد ایک روز دفتر الفضل تشریف لائے اور اپنے گیانی بننے کی روداد سنائی۔ کہنے لگے حضرت امام جماعت ایدہ اللہ بنصرہ العزیز نے فرمایا تھا کہ ہمارے پاس ایک گیانی تھا اب وہ کینیڈا (یا امریکہ) چلے گئے ہیں۔ مجھے خیال آیا کہ اب میں گیانی بنوں گا اور اپنی خدمات حضور کی خدمت میں پیش کر دوں گا۔ چنانچہ انہوں نے گورمکھی پڑھنی شروع کر دی۔ اب برطانیہ میں ہونے والے گورمکھی کے امتحانات اعزاز کے ساتھ پاس کر لئے۔

یہاں انہوں نے قرآن مجید حفظ کرنا شروع کر دیا۔ اور اس کا ایک حصہ بڑے شوق سے مجھے سنایا۔ اس ملاقات کے بعد وہ قادیان جلسہ سالانہ میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے۔ وہاں پنجاب میں مختلف شہروں میں گوردواروں میں تقاریر کیں اور سکھ صاحبان سے خوب داد وصول کی۔

ان کی دلی خواہش تھی کہ وہ قادیان میں دفن ہوں۔ اگر لندن ہی میں فوت ہو جاتے تو یہ خواہش پورا ہوتے کے امکانات بہت کم تھے۔ لیکن خدا تعالیٰ انہیں قادیان لے گیا۔ اور وہاں وفات دے کر وہیں تدفین کا انتظام کر دیا۔

چیمہ صاحب میرے دوست تھے۔ دوستی میں بھی مخلص اور دین میں بھی مخلص۔ اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

نسیم سیفی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر بُش کا دَورہ مشرقِ بعید

امریکہ کے صدر جارج بش نے ماہ جنوری میں آسٹریلیا، سنگاپور، جنوبی کوریا اور جاپان کا بارہ روزہ دورہ لگایا۔ اس دورہ کا منصوبہ گذشتہ نومبر میں سفارت کاری کے فرائض منصبی کی ادائیگی کے لئے بنایا گیا تھا۔ لیکن امریکہ میں اندرون ملک بڑھتی ہوئی بیروزگاری اور کساد بازاری کے باعث پیدا ہونے والی شدید بے چینی کے مدِ نظر مجوزہ دورہ کو ایک باقاعدہ تجارتی مقاصد کے دورہ میں تبدیل کر دیا گیا۔ امریکہ کے ہفتہ وار جریدہ ٹائم میگزین کے تین نامہ نگاروں نے اس دورہ پر جو تبصرے کئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس دورہ کے نتائج کچھ زیادہ خوش کن ثابت نہیں ہوئے۔ جن کے باعث اگلے انتخابات کے جائزوں میں جارج بش کی ہر دلعزیزی گھٹ جانے کی نشاندہی ہوتی ہے۔ عام رائے کے مطابق جو نتائج جارج بش کے دورے سے نکلے ہیں۔ ان کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ زیادہ بہتر ہوتا کہ صدر امریکہ بجائے دورے پر باہر نکلنے کے اگر ملک کے اندر رہ کر ہی اپنے ملک کی معیشت کو بہتر بنانے کی کوشش کرتے تو زیادہ بہتر نتائج کی اُمید کی جاسکتی تھی۔

نامہ نگار مائیکل ڈفی (MICHAEL DUFFY) جاپانی وزیرِ اعظم کی طرف سے دی گئی کھانے کی دعوت میں صدر جارج بش کے غش کھا کر گر جانے پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ "غش کھا کر گرے ہوئے آزاد دنیا کے لیڈر کو جاپانی وزیرِ اعظم کے سہارا دینے والے نظارے نے دنیا بھر کو لرزہ براندام کر دیا۔ صدر امریکہ کا اس طرح چاروں شانے چت گر جانا اور جاپانی وزیرِ اعظم کا ان کو اسطرح سہارا دینے کا نظارہ تمثیلی طور پر امریکی معیشت کی حالتِ زار کی تصویر پیش کر رہا تھا جو آڑے وقت میں طاقت سے بھرپور معیشت والے ملک جاپان سے مدد کا طلبگار ہے"۔

نامہ نگار مائیکل ڈفی کے مطابق جب پریذیڈنٹ جارج بش اپنے اسی سفر کے دوران آسٹریلیا پہنچے تھے اور وہاں انہوں نے آزادانہ تجارت کی بات کی تھی تو آسٹریلیا کے زراعت پیشہ لوگوں نے ان کو الٹا یہ جواب دیا کہ امریکہ تو خود ہی ایک طرف آزادانہ تجارت کی بات کرتا ہے اور ساتھ ہی اپنے گیہوں کی برآمد پر امریکی زراعت پیشہ لوگوں کو امداد دیتا ہے۔ اس کے نتیجہ میں آسٹریلیا کو عالمی منڈی میں اپنا گیہوں فروخت کرنے میں مشکل کا سامنا ہوتا ہے۔

نامہ نگار مائیکل ڈفی لکھتا ہے کہ صدر جارج بش کے جاپان پہنچنے پر ان کا سفر جہنم کا نمونہ بن گیا۔ جاپان میں ان کے میزبان وزیرِ اعظم میازاوا نے ان کو نہایت گرم مگر چبھنے والے الفاظ میں امریکی سماج اور معیشت کی کمزوریوں سے آگاہ کیا۔ دونوں لیڈروں کی ایک مشترک پریس کانفرنس میں جاپانی وزیرِ اعظم نے امریکی سماج اور معیشت کی کمزوریاں ایک ایک کر کے بتائیں جن کو صدر بش خاموشی سے سنتے رہے۔ جاپانی وزیرِ اعظم نے امریکہ میں عام آدمیوں کو مکانوں کی نایابی، ایڈز کی وباء اور تعلیم کی تنزل پذیر حالت کا ذکر کیا۔ وزیرِ اعظم میازاوا نے یہ بھی کہا کہ چونکہ امریکہ کے لوگوں کو اپنی کمزوریوں کا بخوبی علم ہے۔ لہٰذا ان کو یقین ہے کہ وہ اپنی ان کمزوریوں پر قابو پا لیں گے۔ کانفرنس کے دوران صدر بش کا حال اپنی بساط سے زیادہ قرض طلب کرنے والے کا تھا۔ جو ایک تنک مزاج قرض دینے والے افسر کا لیکچر سننے پر مجبور تھا۔

نامہ نگار مائیکل ڈفی کی رائے میں جاپانی وزیرِ اعظم جارج بش کو اپنے دورے سے خالی ہاتھ اس لئے نہیں بھیجنا چاہتے تھے کہ امریکہ میں جاپانیوں کے خلاف بڑھتے ہوئے جوش میں مزید اضافہ نہ ہو جائے۔ لیکن اس کے باوجود ٹوکیو (جاپان) میں امریکہ اور جاپان کے درمیان لین دین کا جو سودا طے ہوا اس سے امریکہ کی کساد بازاری میں کوئی کمی نہ ہو سکے گی۔ نہ اس کے نتیجہ میں امریکہ میں نئے روزگار کے مواقع پیدا ہو سکیں گے اور نہ لمبی مدت میں جاپان کے ساتھ تجارت میں امریکہ کا اکتالیس بلین ڈالر کا خسارہ کم ہوگا۔ اس دورہ کے نتیجہ میں کئے جانے والے تجارتی معاہدوں کو خواہ کوئی نام دیا جائے ان کے ذریعہ نہ تو جاپان میں امریکن کاروں کی فروخت بڑھ سکے گی اور نہ امریکہ میں بے روزگاری کو کم کیا جا سکے گا۔

یہ بے روزگاری گذشتہ دسمبر ۱۹۹۱ء میں ۷ء۱ فیصد تک پہنچ چکی تھی۔ جو گذشتہ ساڑھے پانچ سال میں سب سے زیادہ رہی ہے۔

نامہ نگار مائیکل ڈفی کا کہنا ہے کہ رائے عامہ کے جائزوں سے یہ بات کھل کر ظاہر ہوتی ہے کہ امریکہ کے بین الاقوامی تجارت میں خسارے کے لئے امریکن پبلک، بجائے جاپان کو الزام دینے کے امریکہ کے صنعتی اور تجارتی اداروں کو ان کے غلط طریقہ کار کے باعث الزام دیتی ہے۔

نامہ نگار مائیکل ڈفی نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ صدر بش اپنے اس سفر پر امریکہ کی بڑی کارپوریشنوں کے اکیس سربراہوں کو اپنے ساتھ لے گئے تھے۔ ان میں صرف اٹھارہ سارے سفر میں ان کے ساتھ رہے۔ امریکہ کی کارپوریشنوں کے مذکورہ سربراہوں کو وہ اس مقصد سے لے گئے تھے کہ جاپان کو یہ بتایا جائے کہ اگر ری پبلکن حکومت کے امریکی صدر کی بات نہ مانو گے تو سال رواں کے صدارتی انتخاب میں ڈیموکریٹس (DEMOCRATS) کامیاب ہوں گے اور وہ آزادانہ تجارت کے مقابلہ میں محفوظ (PROTECTIONIST) تجارت کے حامی ہوں گے۔ اس صورت میں جاپان کو امریکہ سے تجارت کرنے میں زیادہ مشکل درپیش ہوگی

ٹائم میگزین کا ایک اور نامہ نگار تھامس میک کیرول (THOMAS MCCARROLL) لکھتا ہے کہ صدر بش کے امریکہ پہنچنے سے پہلے ہی جاپان میں سوال اٹھایا گیا تھا کہ صنعتی اداروں کے امریکی سربراہوں کی تنخواہیں اسی درجہ کے جاپانی سربراہوں سے بہت زیادہ ہیں۔ اسی سوال کے اٹھائے جانے کے ذریعہ جاپان نے امریکہ کی تجارت میں مراعات حاصل کرنے کی کوشش کو کمزور کر دیا۔ جاپان نے خاص طور پر اس بات کی نشاندہی کی کہ امریکہ کے موٹر کار بنانے والے تین اداروں، کرائزلر، فورڈ اور جنرل موٹرز کے تین سربراہوں کی مجموعی تنخواہ ۱۹۹۰ء میں ۳ء۷ ملین ڈالر تھی۔ جب کہ ٹویوٹا، ہنڈا اور نسان کے سربراہوں کی مجموعی تنخواہ اسی سال ۱ء۶۸ ملین ڈالر تھی۔ ۱۹۹۱ء میں امریکی کاروں کی فروخت میں ۱۲ء۶ فیصد کی کمی ہوئی اور چالیس ہزار ملازمین کا روزگار ختم کیا گیا۔ اسی طرح جنرل موٹرز نے ۱۹۹۵ء تک ۷۴۰۰۰ آسامیاں ختم کرنے کا اعلان کیا ہے اور اندازہ ہے کہ تین بڑی کمپنیوں کا خسارہ چھ بلین ڈالر تک ہوگا۔

صدر جارج بش کے ہمراہ جانے والے مذکورہ بالا تین سربراہوں کے علاوہ فلپس پٹرولیم کے سربراہ بھی تھے۔ جن کو ۵ء۲ ملین ڈالر سالانہ ملتے ہیں۔ جو اکیس سربراہ ان کے ساتھ گئے ان سب کی مجموعی تنخواہ پچیس ملین ڈالر تھی جو اوسطاً ۱ء۶۲ ملین ڈالر فی کس بنتی ہے۔

ٹائم میگزین کے تیسرے تبصرہ نگار ہف سائڈی (HUGH SIDEY) لکھتے ہیں کہ امریکہ کے صدر اور ان کے مشیروں کے اس قسم کے دورے پچھلے تیس سال میں کچھ زیادہ ہی بڑھ گئے ہیں۔ جہاں تک صدر جارج بش کا تعلق ہے وہ اس سلسلے میں سب سے آگے نکل گئے ہیں۔ انہوں نے پچھلے تین سال میں ۵۶۳۱۳۰ کلومیٹر کا چھتیس ملکوں کا سفر کیا۔

تبصرہ نگار مذکور لکھتا ہے کہ "ہم خوش قسمت ہیں کہ جارج بش سے قبل کسی صدر کو اس طرح متلی کی شکایت نہیں ہوئی۔ لیکن اس سلسلہ میں ہم خود قصوروار ہیں کہ ہم نے اپنے صدر کو جٹ ہوائی جہاز فراہم کر کے شکاگو ڈیلی نیوز کے صحافی پیٹر لی ساگو (PETER LISAGO) کے بقول صدارت کے عہدے کا ستیاناس کر دیا۔ کیونکہ جب صدر سفر کیلئے ہوائی جہاز میں داخل ہوتا ہے تو وہ اپنے مسائل کو پس پشت ڈال دیتا ہے۔ اونچائی پر سے اڑتے ہوئے خوبصورت کرۂ زمین پر نظر ڈالتا ہے اور یہ سوچنے لگتا ہے کہ وہ ساری دنیا کی حکومت چلا سکتا ہے۔ اسلئے ہمیں چاہیئے اس سے وہ صدارتی ہوائی جہاز واپس لے لیں اور اس سے کہیں کہ وہ امریکہ کے عام آدمی کی طرح امریکن جہاز پر سفر کرے"۔

نامہ نگار مذکور کے نزدیک سربراہان مملکت کے لئے کبھی کبھی کا سفر ضروری قرار دیا جاسکتا ہے لیکن تمام ملکوں میں سفراء اور سفارت خانوں کی موجودگی کے مدِ نظر بار بار کا اور مسلسل سفر ملکی سربراہوں کے لئے غیر ضروری بھی ہے۔ اور خطرے کا باعث بھی۔ یہ صحیح ہے کہ ابلاغ عامہ کے محکموں کو بھی ملکی سربراہوں کے اس قسم کے دورے پسند آتے ہیں اور سربراہوں کے ساتھ جانے والے لوگوں کو بھی۔ ملکی سربراہوں کو بھی خیال ہوتا ہوگا کہ وہ دیوتاؤں کے جھرمٹ میں سفر کر رہے ہیں۔ لیکن یہ خیال محض فریب ہے۔

(المصلح یکم تا ۳۱ جنوری ۱۹۹۲ء)

ہماری یونیورسٹیاں

سندھ کے گورنر اور مہران یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی کے چانسلر محمود اے ہارون نے یونیورسٹی کے اساتذہ سے اپیل کی ہے کہ وہ معاشرے کو بہتر بنانے کے لئے اور اقتصادی ترقی کے ہدف حاصل کرنے کے لئے اپنی کوششوں کو پہلے سے کئی گنا بڑھا دیں۔ آپ یونیورسٹی کی پہلی کانووکیشن کے موقع پر پروفیسر صاحبان اور طلباء سے خطاب کر رہے تھے۔ آپ نے اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ یونیورسٹیاں عوامی ادارے ہوتے ہیں اور وہ قوم کو جوابدہ ہوتے ہیں اپنی کارکردگی کیلئے اور اپنے حصول مقاصد کے لئے۔ انہوں نے مزید کہا کہ لوگوں کا یہ حق ہے کہ وہ یہ معلوم کر سکیں کہ ان کی یونیورسٹیاں کیا کر رہی ہیں۔

گورنر موصوف نے مزید کہا کہ یونیورسٹیوں کے کام کا گاہے گاہے جائزہ لیا جانا چاہیئے اور اس سلسلے میں توجہ اس بات پر مرکوز کرنی چاہیئے کہ ان کے کام میں کتنی گہرائی ہے اور وہ تعلیمی اور انتظامی معیار کو کسی حد تک بہتر بنا رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی ان کی مالیاتی پوزیشن کا بھی جائزہ لیا جانا چاہیئے۔ ان شکایات کا ذکر کرتے ہوئے جو تعلیمی اداروں سے متعلق کی جاتی ہیں اور علمی معیار کے کم ہونے کا رونا رویا جاتا ہے چانسلر موصوف نے افسوس کا اظہار کیا کہ یونیورسٹی کا معیار بہت کم ہے انہوں نے اس بات پر بھی افسوس کا اظہار کیا کہ ہماری یونیورسٹیوں کی طرف سے دی گئی ڈگریاں اور ڈپلومے دنیا کے بہت سے ملکوں میں کمتر درجے کے سمجھے جاتے ہیں۔ اور کہا جا سکتا ہے کہ ہماری تعلیم

باقی صفحہ ۶ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مسز صالح الشبیبی آف انڈونیشیا

محترم مولوی محمد تقی صاحب

میرے والد محترم مولوی محمد تقی صاحب ابن مولوی محمد علی صاحب رفیق حضرت بانی سلسلہ ۱۲ جنوری ۱۹۹۲ء کو انتقال فرما گئے۔

حضرت دادا جان مولوی محمد علی الراعی رفیق حضرت بانی سلسلہ تھے۔ آپ انبالہ میں مقیم تھے۔ پیر ہونے کی وجہ سے لوگ بہت عزت کرتے تھے۔ حضرت بانی سلسلہ کی خبر آپ کو حضرت عبدالعزیز صاحب پٹواری نے دی جو خود احمدی ہو چکے تھے۔ حضرت دادا جان قادیان تشریف لائے۔ چند دن حضرت بانی سلسلہ کی صحبت میں گزارے اور بیعت کر لی۔ حضرت دادی جان نہایت نیک دل خوش اخلاق خاتون تھیں۔ میری آنکھوں دیکھی کیفیت ہے کہ قادیان سے نقل مکانی سے چند دن قبل آپ کی طبیعت کچھ علیل ہوئی تو حضرت اماں جان، اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے، ہمارے ہاں بنفس نفیس تشریف لائیں۔ آپ کے ہاتھ میں موتیا کا ہار تھا۔ فرمانے لگیں مجھے پتہ چلا تھا کہ تم بیمار ہو۔ پھر فرمایا،

"نواب بی بی آپ کا کیا حال ہے؟"

محترم والد صاحب مولوی محمد تقی صاحب کی پیدائش غالباً ۱۹۰۱ء میں انبالے میں ہوئی۔ حضرت دادا جان پیری فقیری چھوڑ کر قادیان آ گئے۔ دادا جان کے خالو خان بہادر صاحب جن کی ساٹھ مربعہ زمین تھی۔ انہوں نے کہا کہ اب تم نے پیری فقیری چھوڑ دی ہے اب تم کیا کرو گے۔ دادا جان نے فرمایا میرا خدا مالک ہے۔ خان بہادر صاحب نے انہیں اپنی زمینوں کا مختار بنا دیا۔

حضرت دادا جان نے حضرت والد صاحب اور ان کے بڑے بھائی اکبر علی اور لطیف کو قادیان میں بورڈنگ ہاؤس میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے داخل کر دیا۔ بعد میں ابا جان نے تعلیم کا سلسلہ جاری رکھا۔ اور ساری عمر تعلیم احمدیت پر قائم رہے۔ نیک فطرت اور تہجد گذار تھے۔ غریبوں کی دلجوئی اور ان پر رحم کرنا آپ کا مشغلہ تھا۔ خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کی حاجت روائی میں لذت محسوس کرتے تھے۔ بہت غیور احمدی تھے۔ سلسلہ اور امامت سے والہانہ عشق اور جذبۂ فدائیت ان کی رگوں میں موجزن تھا۔ دینی علوم پر خاصا عبور تھا۔ دعوت الی اللہ کا جنون تھا۔ جو بھی شخص آپ سے مسائل دریافت کرنے آتا گھنٹوں اس کی روحانی پیاس بجھانے میں مصروف رہتے۔ قادیان میں آنے کے بعد آپ قادیان ہی کے ہو رہے۔ آپ قادیان سے باہر نہ جانا چاہتے تھے۔ اس عرصہ میں ایک بار سخت بیمار ہو گئے تو حضرت فضل عمر کے ارشاد پر لاہور تشریف لائے۔

امامت ثانیہ کے دور میں ایک اہم واقعہ یہ پیش آیا کہ آپ کو لاہور میں تین اجنبی ملے جو لاہوری احمدی جماعت کے مرکز سے ہو کر آئے تھے۔ آپ ان سے ملے اور دریافت کیا کہ آپ کہاں سے آئے ہیں؟ انہوں نے جواب دیا کہ ہم انڈونیشیا سے آئے ہیں۔ تلاش دین کی جستجو میں لکھنؤ گئے مگر تسلی نہ ہوئی تو ایک آدمی نے لاہور کی جماعت احمدیہ کا پتہ بتایا۔ کہ یہاں سے تمہیں علم ملے گا۔ محترم ابا جان نے ان کو بتایا کہ احمدیت کا اصل مرکز اور علم کا منبع تو قادیان میں ہے۔ وہ لوگ قادیان آئے۔ ابا جان نے ان کو جماعت کے لوگوں سے ملوایا۔ یہ تینوں افراد احمدی ہو گئے اور جماعت کے بڑے خادم ثابت ہوئے۔ ان کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ مولوی ابو بکر ایوب صاحب۔ یہ مربی سلسلہ بنے اور ساری عمر خدمت دین کا سلسلہ جاری رکھا۔ ۲۔ مولوی نور الدین صاحب۔ ۳۔ مولوی ذینی دہلان صاحب یہ سب نیک اور فدائی احمدی ثابت ہوئے۔

میرے ابا جان کو علم اور کتابوں سے بے حد محبت تھی۔ بے شمار دینی کتب گھر میں رکھی تھیں۔ مطالعہ کرتے۔ ان پہ نشان لگاتے۔ اکثر کتابوں کیلنڈروں پر بڑے بڑے حروف میں لکھتے،

"میں دین کو دنیا پر مقدم کروں گا"

سلسلہ کی کتب محبت سے خریدتے اور اپنے بچوں اور بھائی بہنوں کو ہدیۃً دے دیتے۔ وقف عارضی پر ایک بار ایک گاؤں میں گئے۔ سارا سارا دن دعوت الی اللہ میں مصروف رہتے۔ ابا جان مالی قربانی میں بھی پیش پیش رہتے۔ اپنی حیثیت سے بڑھ کر چندہ لکھواتے۔ ایک بیت الذکر کے لئے پلاٹ خرید کر عطیۃً جماعت کو دے دیا۔

غریبوں کی امداد کا کوئی موقعہ ہاتھ سے جانے نہ دیتے۔ غریبوں کو پاس سے دوائی منگوا کر دیتے اور ان کا شفقت سے مفت علاج کرواتے۔

حضرت فضل عمر کا ایک اقتباس مطبوعہ الفضل "زندگی وقف کرنے کی عورتوں میں تڑپ" پڑھ کر عاجزہ بے حد متاثر ہوئی۔ اور اپنا نام وقف کے لئے پیش کیا۔ حضور نے والد صاحب کو بلوایا اور کہا کہ امۃ النصیر کا نکاح صالح الشبیبی جو عرب نسل کا نیک ہونہار واقف زندگی ہے اس سے کر دیا جائے۔ محترم والد صاحب نے جواباً عرض کیا کہ حضور جس نے وقف زندگی کے لئے لکھ کر دیا تھا وہ اس کی چھوٹی بہن ہے۔ تین بار حضور نے فرمایا نہیں۔ جس نے نیت کی تھی اس کی نیت کو اللہ نے قبول کر لیا ہے۔ اور ابا جان سر جھکا کر سر تسلیم کرتے ہوئے آ گئے اور کہا، حضور میری جان بھی حاضر ہے۔

میرے والد صاحب کی منشاء تھی۔ کہ اولاد دین کی خدمت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو قبول کیا اور ہم میاں بیوی ۱۹۶۰ء میں خدمت دین کے لئے مربی کے طور پر انڈونیشیا گئے اور والد صاحب کی آرزو کو پورا کیا۔ اس عرصہ میں ہمیشہ تلقین فرماتے رہے کہ دین تم سے بڑی قربانیاں چاہتا ہے۔ تم خوش قسمت ہو۔ کہ دین کی خدمت کے لئے جا رہے ہو۔ جب خبر ملتی کہ ہم انڈونیشیا کے جزائر میں دین کی خدمت کر رہے ہیں تو بڑے خوش ہوتے۔

میرے انڈونیشیا کے تعلق کی وجہ سے والد صاحب کو انڈونیشیا سے آنے والے احمدی بچوں سے بے حد پیار تھا۔ ان کو گھر بلاتے اور بار بار ان کی خدمت کرتے۔

عاجزہ کو اللہ نے والد صاحب کی دعاؤں کے طفیل خدمت کی جو توفیق دی اس میں ایک یہ ہے کہ عاجزہ نے مباحثہ مصر از حضرت مولوی ابو العطاء صاحب کا ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب چھپ گئی ہے۔ اور انڈونیشیا میں وسیع طور پہ اس کی اشاعت ہو چکی ہے۔

والد صاحب کو امامت احمدیہ سے بے حد محبت تھی۔ ہمیں بار بار امامت سے تعلق مضبوط رکھنے کی تلقین فرماتے رہتے۔ فرماتے تھے کہ اللہ کے رستے میں بندہ آزمایا جاتا ہے۔ والد صاحب بھی ایک بار آزمائے گئے اور خدا کے فضل سے ابتلاء کی بھٹی سے سرخرو ہو کر نکلے۔ آپ فرماتے تھے آزمائش کے بغیر انسان کا ایمان پرکھا نہیں جا سکتا۔ ازل سے ابد تک اللہ کی یہ سنت جاری ہے کہ وہ اپنے پیاروں کو آزماتا ہے تاکہ ان کے درجات بلند کرے اور ان کو اپنی محبت سے نوازے۔ والد صاحب نے جگہ جگہ اپنی کتابوں کاپیوں پہ لکھا ہوا تھا، "اے اللہ! مجھے سچا احمدی بنا۔" والد صاحب نے ہمارے لئے بہت دعائیں کیں۔ بہت استغفار کیا کرتے۔ اس لحاظ سے ان کی زندگی قابل رشک بن گئی تھی۔ ان کی دعاؤں کی برکت سے انہیں اور ہمیں ہمیشہ ابتلاؤں میں غموں سے نجات ملی۔

آپ فرمایا کرتے تھے کہ بکرے کی قربانی دینا آسان ہے مگر اپنے جذبات اور نفس کی قربانی دینا حقیقی قربانی ہے۔ زندگی کے آخری ایام میں قرآن پاک کی تلاوت اور تہجد آپ کا شغل تھا۔ امی جان فرماتی ہیں اکثر یہ شعر گنگنایا کرتے تھے۔

فقیرانہ آئے صدا کر چلے
میاں خوش رہو ہم دعا کر چلے

اللہ تعالیٰ آپ کے درجات بلند کرے اور اپنی رحمتوں سے نوازتا چلا جائے۔

بقیہ: صفحہ ۵ سے آگے

مقصدیت سے محروم ہے۔ اور اس کے کوئی باقاعدہ اہداف نہیں ہیں۔ ہماری تعلیم بلند و بام نظریے پیدا کرنے سے قاصر ہے۔ اور اس لئے دنیا کے چیلنج کو بہت کم قبول کرتی ہے چانسلر موصوف نے یونیورسٹیوں کے اداروں سے اپیل کی کہ وہ ان معاملات پر غور کریں۔ یہ مسئلہ خاصا سنجیدہ ہے۔ اور ہم اسے نظر انداز نہیں کر سکتے۔

خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے

جن والدین نے اپنے بچے تحریک وقف نو میں پیش کئے ہیں اُن کو مخاطب کرتے ہوئے حضور انور نے فرمایا:۔

"خدا کے حضور بچے کو پیش کرنا ایک بہت ہی اہم واقعہ ہے۔ یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے اور آپ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو خلوص اور پیار کے ساتھ قربانیاں دیا کرتے ہیں وہ اپنے پیار کی نسبت سے ان قربانیوں کو سجا کر پیش کیا کرتے ہیں۔ قربانیاں اور تحفے دراصل ایک ہی ذیل میں آتے ہیں۔ آپ بازار سے شاپنگ کرتے ہیں۔ عام چیز جو گھر کے لئے لیتے ہیں اسے باقاعدہ خوبصورت کاغذوں میں لپیٹ کر اس کے گرد لپیٹے جانے والے فیتوں سے سجا کر آپ کو پیش نہیں کیا جاتا۔ لیکن جب آپ یہ کہتے ہیں کہ یہ ہم نے تحفہ لینا ہے تو پھر دکاندار بڑے اہتمام سے اس کو سجا کر پیش کرتا ہے۔ پس قربانیاں تحفوں کا رنگ رکھتی ہیں اور ان کے ساتھ سجاوٹ ضروری ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا بعض لوگ تو مینڈھوں اور بکروں کو بھی خوب سجاتے ہیں اور بعض تو ان کو زیور پہنا کر پھر قربان گاہوں کی طرف لے کر جاتے ہیں پھولوں کے ہار پہناتے ہیں اور کئی قسم کی سجاوٹیں کرتے ہیں؟

خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۰ فروری ۱۹۸۹ء

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اطلاعات و اعلانات

درخواست دعا: مکرم مرزا فضل الرحمٰن صاحب کا پوتا عزیزم اعجاز احمد کینیڈا میں شدید بیمار ہے احباب اسکی کامل شفایابی کے لئے دعا کریں۔

ولادت: مکرم محمد امین یٰسین صاحب ابن مکرم محمد یٰسین صاحب لکھنوی اور عزیزہ نائلہ صاحبہ بنت میجر (ریٹائرڈ) منصور احمد سیال صاحب کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۲۷ اپریل ۹۲ء کو بیٹی عطا فرمائی ہے۔ نومولودہ مکرم محمد عثمان صاحب لکھنوی کی پڑپوتی اور محترم چوہدری فتح محمد سیال صاحب کی پڑنواسی ہے۔

○ مکرم شریف احمد صاحب ڈسٹرکٹ انسپکٹر وقف جدید اطلاع دیتے ہیں کہ ان کی بیٹی عزیزہ شاہدہ پروین اہلیہ مکرم ظفر اقبال صاحب آف کراچی کو اللہ تعالیٰ نے مورخہ ۱۸ دسمبر ۹۱ء کو تیسرا بیٹا عطا کیا ہے۔ اسی طرح ان کی دوسری بیٹی عزیزہ قانتہ پروین اہلیہ مسعود احمد صاحب آف جرمنی کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا یکم اپریل ۹۲ء کو عطا کیا ہے۔ پہلے بچہ کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے حسن احمد عطا فرمایا ہے اور دوسرے بچہ کا نام حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے لبید احمد طاہر عطا فرمایا ہے۔

احباب ان بچوں کے لئے دعا کریں۔

اعلان نکاح: عزیزہ سمیرا نازنین صاحبہ بنت مکرم ڈاکٹر شریف احمد صاحب آف قلعہ گجر سنگھ لاہور کا نکاح مکرم مرزا ناصر بیگ صاحب ولد مکرم مرزا محمد ابراہیم صاحب آف جرمنی سے ۲۵۰۰ جرمن مارک حق مہر پر مکرم حنیف احمد صاحب محمود مربی سلسلہ نے مورخہ ۶ مارچ کو دارالذکر لاہور میں پڑھا۔

○ مکرم داؤد احمد صاحب ابن ملک فضل الرحمٰن صاحب آف گڑھی شاہو حال آسٹریا کا نکاح عزیزہ نازیہ قوی ملک بنت ملک عبدالقوی خان آف نواں کوٹ لاہور سے پچاس ہزار روپے حق مہر پر مکرم حنیف احمد محمود صاحب مربی سلسلہ دارالذکر نے مورخہ ۱۷ اپریل ۹۲ء کو بعد نماز جمعہ دارالذکر لاہور میں پڑھا۔

○ مکرم محمد منیر صاحب آف مغلپورہ لاہور حال جرمنی کے نکاح کا اعلان عزیزہ طاہرہ سعیدہ بنت مکرم مبشر احمد صاحب آف لاہور سے مورخہ ۲۴ اپریل کو دارالذکر لاہور میں ۱۲۹۵۰ روپے حق مہر پر مکرم حنیف احمد صاحب مربی سلسلہ نے کیا۔

احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو جانبین کے لئے خیر و برکت کا موجب بنائے۔

اعلان دارالقضاء

(نعیم احمد قریشی صاحب بابت ترکہ امۃ الرشید صاحبہ)

○ مکرم نعیم احمد قریشی صاحب وغیرہ ورثاء مکرمہ امۃ الرشید صاحبہ زوجہ مکرم عبدالرحمٰن صاحب سکنہ مکان نمبر ۲۱/۲۱ دارالرحمت ربوہ نے درخواست دی ہے کہ ہماری والدہ بقضائے الٰہی وفات پاگئیں ہیں۔ ان کا ملکیتی مکان نمبر ۲۱/۲۱ محلہ دارالرحمت ربوہ میں واقع ہے۔ یہ مکان خاکسار اور خاکسار کے بھائی مکرم کلیم احمد قریشی صاحب کے نام منتقل کر دیا جائے دیگر ورثاء کو اسپر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ورثاء کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مکرمہ نسیم اختر صاحبہ	دختر
" مسعودہ صاحبہ	"
" محمودہ صاحبہ	"
" علیمہ صاحبہ	"
" امۃ النصیر صاحبہ	"
" امۃ البصیر صاحبہ	"
مکرم نعیم احمد قریشی صاحب	پسر
" کلیم احمد قریشی صاحب	"

بذریعہ اخبار اعلان کیا جاتا ہے کہ اگر کسی وارث یا غیر وارث کو اس انتقال پر کوئی اعتراض ہو تو تیس یوم کے اندر دارالقضاء میں اطلاع دیں۔

(ناظم دارالقضاء ربوہ)

بقیہ: صفحہ ۳ سے آگے

اس دن سے باورچن کو یہی حکم ہوگیا کہ آج سے اسے گیارہ روٹیاں دیا کرو سوائے اس کے کہ یہ خود واپس کر دے۔

خوش مذاق بھی تھیں اور خوش مزاج بھی۔ طبیعت میں لطافت بہت تھی۔ لطیفہ سنج تھیں۔ اور ہنسی بے تکلف اور بے ساختہ ہوا کرتی تھی۔ حضور ایدہ اللہ (حضرت فضل عمر) کے علاوہ بزرگوں میں سے حضرت اماں جان سے بے حد عقیدت اور محبت تھی۔ اکثر مغرب کے بعد خدمت میں حاضر ہوتی تھیں۔ اور ہمیں بھی ہمیشہ نصیحت کرتی تھیں کہ پاس جاکر بیٹھا کرو۔ ہمیشہ محبت سے ہی نہیں بلکہ گہرے احترام کے ساتھ ذکر کرتی تھیں۔ اس کے علاوہ حضرت "ماموں جان" میر محمد اسماعیل صاحب حضرت "ماموں جان" میر محمد اسحٰق صاحب اور حضرت میاں بشیر احمد صاحب کا بہت احترام تھا۔ اور یہ سب بزرگ بھی ان سے بہت شفقت کا سلوک کرتے تھے۔

دعا پر بہت یقین تھا اور رفقائے کرام کو دعا کے لئے لکھتی رہتی تھیں۔ ہم عمر گروہ میں سے دونوں پھوپھی جانوں کے علاوہ حضرت چچی جان (بیگم صاحبہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحب) اور ممانی جان (بیگم سید ولی اللہ شاہ صاحب) سے بہت تعلق تھا۔ بھائی سبھی پیارے تھے مگر حضرت سید محمود اللہ شاہ صاحب سے تعلق سب سے سوا تھا۔ ہمارے ان بہن بھائیوں میں سے جو ہمارے گھر نہیں رہتے تھے "باجی جان" آپا ناصرہ سے بہت پیار تھا اور میرے چھوٹے بھائیوں میں اظہر کا زیادہ خیال کرتی تھیں۔ پھوپھی جان کی بچیوں میں سے غالباً بھابی جان آپا منصورہ (بیگم صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحب) زیادہ پیاری تھیں اور میرے چچازاد بھائیوں میں بھائی مظفر، بھائی منصور اور بھائی منیر سے زیادہ تعلق تھا۔ اپنی بہنوں میں دونوں سے بہت پیار کرتی تھیں مگر چھوٹی خالہ جان سے رضاعی رشتے اور زیادہ اکٹھے رہنے کی وجہ سے دوہرا تعلق تھا۔ ویسے اپنوں میں بھی اور غیروں میں بھی عمومی طور پر تعلق کا دائرہ بہت ہی وسیع تھا۔ بھائی بہنوں کی اولاد میں سے خاص طور پر بھائی بشیر، بھائی عبداللہ، بھائی مسعود، مبارک بھائی، داؤد مظفر، آپا رقیہ، آپا رضیہ اور آپا ناصرہ زیادہ عزیز تھے۔ اس بیان کا یہ مقصد ہرگز نہیں کہ آپ کا خاص تعلق انہی چند ناموں تک محدود تھا۔ یادداشت پر اگر زور دوں تو اور بیسیوں نام مخصوص واقعات کے پس منظر میں میرے ذہن میں ابھر سکتے ہیں ہاں بغیر کسی کشمکش یا جدوجہد کے خود بخود جو نام ذہن میں چلے آئے وہ درج کر دئے اور ایسے خاص تعلق والے احباب کی مکمل فہرست دینا تو مقصود کبھی نہیں تھا۔ نمونۃً چند نام پیش کرنے سے مقصد یہ ہے کہ خاص حلقہ تعلق پر نظر ڈالنے سے آپ کی پسند آپ کے مزاج اور طرز فکر پر ایک عمومی روشنی پڑ جائے۔ ہر تعلق کی ایک خاص وجہ تھی اور ہر تعلق آپ کی سیرت کے کسی نہ کسی پہلو کی عکاسی کر رہا ہے۔

آپ کی سیرت کے لطیف تر حصوں پر روشنی ڈالنے والے اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ جن کے اظہار کی جذبات اجازت نہیں دیتے۔ کچھ مسرت آمیز ہیں۔ ان میں سے تو کچھ ایسے بھی ہیں جن کا ذکر درد انگیز ہے۔ بہرحال آپ کی مختصر زندگی اپنی خوبیوں اور اپنی کمزوریوں کے ساتھ جیسی بھی تھی گذر گئی۔ اور اس دنیا میں اب باقی رہنے والوں کی وفا اور دعا کے سوا کچھ بھی باقی نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ انہیں جنت کے اعلیٰ مقام میں جگہ دے اور ان کی تمام نیک خواہشات کو جو دنیا یا آخرت کی زندگی سے تعلق رکھتی ہیں اپنے خاص فضل اور کرم سے پورا فرمائے۔ اے خدا تو ایسا ہی کر۔

وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں۔

سیکرٹری

مجلس کارپرداز۔ ربوہ

مسل نمبر ۲۸۴۳۴ میں نعیمہ منان بنت مکرم عبدالمنان صاحب قوم راجپوت پیشہ خانہ داری عمر ۳۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ربوہ حال جرمنی۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹۰-۹-۱ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے۔ (۱) طلائی زیورات وزنی ۲½ تولہ مالیتی -/۸۰۰۰ روپے۔ (۲) حق مہر وصول شدہ -/۳۲۰۰۰ روپے۔ اس وقت مجھے مبلغ -/DM ۶۷۷ ماہوار بصورت گذارہ الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہو گی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ الامۃ۔ نعیمہ منان بنت مکرم عبدالمنان ہاؤس کریم والے ربوہ حال جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۱۔ محمد مستقیم جرمنی۔ گواہ شد نمبر ۲۔ اعجاز احمد جرمنی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خبریں

○ موجودہ بجٹ اجلاس میں آئینی ترمیم کے ذریعے اسمبلیوں میں خواتین کی مخصوص نشستیں بحال کر دی جائیں گی۔ وزارت قانون کو ترمیم کا مسودہ تیار کرنے کی ہدایت کر دی گئی ہے۔

○ پاکستان کی سمندری حدود میں پاکستان کی بحری افواج اور دیگر سیکیورٹی ایجنسیوں نے دو روزہ مشترکہ کارروائی کے دوران متعدد افراد کو ہلاک و زخمی کر دیا۔ حکام نے دعویٰ کیا ہے کہ ہلاک ہونے والے الذوالفقار کے افراد تھے۔ چار افراد کو گرفتار بھی کر لیا گیا ہے۔ حکومت کے مطابق یہ افراد ملک میں دہشت گردی کی تربیت کے لئے لائے گئے تھے۔

○ افغان لیڈر گلبدین حکمت یار نے کہا ہے کہ جب تک کابل سے ملیشیا کو نہیں نکالا جاتا کسی حکومت کو تسلیم نہیں کروں گا۔ انہوں نے کہا کہ اگر کابل کے عوام کی بربادی کا خطرہ نہ ہوتا تو ملیشیا کی بمباری کا جواب بمباری سے دیتا انہوں نے کہا کہ میں کمیونسٹوں کے ساتھ حکومت میں شامل نہیں ہوں گا۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ چھ ماہ میں سربراہ مملکت کا انتخاب ہو اور منتخب شوریٰ کے ذریعہ ایک سال میں انتخابات کرائے جائیں۔ انہوں نے یہ باتیں بلال آباد میں جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہیں۔

○ افغان لیڈر برہان الدین ربانی نے کہا ہے کہ حکمت یار کے پاس اب بھی وقت ہے۔ وہ اپنا وزیر اعظم نامزد کر کے حکومت میں حصہ لے سکتے ہیں۔

○ کابل کی تازہ ترین صورتحال یہ ہے کہ احمد شاہ مسعود تنہا ہوتے جا رہے ہیں دوستم ملیشیا اور سابق کمیونسٹ عناصر کی اہم عہدوں پر تعیناتی کے خلاف مجاہدین کے اہم رہنما حکمت یار کا ساتھ دے رہے ہیں مجاہدین کے لیڈر اس بات پر سخت معترض ہیں کہ دوستم ملیشیا ابھی تک اہم مقامات پر کیوں قابض ہے۔

○ محترمہ بے نظیر کے خاوند آصف زرداری کو قومی اسمبلی کے اجلاس میں شرکت کی اجازت مل گئی ہے۔ اسلام آباد میں مسٹر زرداری کے قیام کے دوران محترمہ بے نظیر ان کے ساتھ رہیں گی۔

○ وفاقی وزیر شیخ رشید نے جماعت اسلامی پر الزام لگایا کہ انہوں نے پاکستان کے قیام کی مخالفت کی تھی جواب میں جماعت اسلامی کے لیاقت بلوچ نے وفاقی وزیر پر الزام لگایا کہ آپکی تربیت شورش کاشمیری نے کی تھی جو احراری تھے۔

○ وفاقی وزیر مملکت برائے پانی و بجلی نے کہا ہے کہ کالا باغ ڈیم ضرور بنے گا انہوں نے کہا کہ ہم اپوزیشن کے اعتراضات دور کرنے کے لئے ہر وقت تیار ہیں۔

○ تین وفاقی وزراء نے کہا ہے کہ نہ اسمبلیاں ٹوٹیں گی اور نہ مارشل لاء آئے گا۔ نواز شریف حکومت کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ وزراء نے کہا کہ شریف الدین پیرزادہ کی اسلام آباد آمد کا غلط مطلب نہ لیا جائے۔ وفاقی وزراء نے کہا ہے کہ مصطفےٰ کھر پر غداری کا مقدمہ چلنا چاہیئے۔

○ پیر صاحب پگاڑا نے کہا ہے کہ سندھ اپنے دو وزیر اعظم "شہید" کروا چکا ہے اب پنجاب کی باری ہے۔ انہوں نے کہا کہ اب کی بار متبادل بھی پنجاب سے ہی پیش کیا جا رہا ہے۔ اگر اسمبلی کی رخصتی کا فیصلہ ہو گیا ہے تو وزارت عظمیٰ نوابزادہ نصر اللہ خان کا حق ہے۔ اور اگر اسمبلی کے اندر ہی کوئی تبدیلی آنی ہے تو ہمارے امیدوار بلخ شیر مزاری ہیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم جی ایچ کیو کی خواہش پر عمل کرتے ہیں۔

○ سری نگر بم کے دھماکوں سے لرز اٹھا کئی عمارتیں تباہ و برباد ہو جانے سے ۲۰ افراد ہلاک ہو گئے۔ حریت پسندوں نے سری نگر جیل پر دھاوا بول دیا پولیس والے ہتھیار چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اے ایس پی سمیت چار پولیس والے ہلاک ہو گئے۔ دو سو سے زائد کشمیری ہلاک ہو گئے۔ ۱۸ حریت پسندوں نے بھی جام شہادت نوش کیا۔

○ فوری سماعت کی خصوصی عدالتوں کا ترمیمی بل منظور کر لیا گیا ہے۔

○ محترمہ بے نظیر بھٹو آل پارٹیز کانفرنس کے اجلاس میں شریک نہیں ہوئیں۔ اپوزیشن لیڈر کے اس اقدام کو وزیر اعظم کی طرف سے مذاکرات کی دعوت کی کڑی قرار دیا جا رہا ہے۔

○ آزاد کشمیر کے سابق وزیر اعظم اور موجودہ اپوزیشن لیڈر سردار راٹھور نے کہا ہے کہ بے نظیر کے مشورے کے بعد اسمبلی سے مستعفی ہو جاؤں گا۔

○ چین کی طرف سے پاکستان کو فراہم کئے گئے ۳۰۰ میگاواٹ نیوکلیئر پاور پلانٹ کی تنصیب کے لئے مقررہ جگہ پر کام شروع ہو گیا۔

○ اسرائیل نے اعلان کیا ہے کہ اب اسے مشرق وسطیٰ کے امن مذاکرات سے کوئی دلچسپی نہیں رہی۔ اسرائیل نے یہ اعلان مقبوضہ عرب علاقوں سے باہر کے فلسطینیوں کی مذاکرات میں شرکت پر بطور احتجاج کیا ہے۔ شام اور لبنان نے بھی مذاکرات کا بائیکاٹ کر دیا ہے۔

○ فلپائن میں صدارتی انتخابات کے موقع پر تشدد آمیز ہنگاموں کے نتیجے میں متعدد افراد ہلاک ہو گئے۔ ان انتخابات کے نتائج کا اعلان ۱۲ دن کے بعد ہو گا۔

○ لیبیا کے صدر معمر القذافی نے کہا ہے کہ لیبیا اپنے بیٹوں کو امریکی انصاف کے حوالے نہیں کریگا۔

○ بھارتی پنجاب میں سکھوں نے ۱۰ ہندوؤں کو گولی سے اڑا دیا ہے۔

○ کابل میں غیر یقینی صورت حال کے باعث لوگ دیہی علاقوں کو بھاگ رہے ہیں۔ کابل میں دوستم ملیشیا کو کرائے کے فوجیوں کا ٹولہ سمجھا جا رہا ہے۔ یہ بھی کہا جا رہا ہے کہ جنہوں نے نجیب کو چھوڑ دیا وہ مسعود کی حمایت سے بھی دستبردار ہو سکتے ہیں۔

○ وزیر اعظم کا کہنا ہے کہ میرے پاس عوام کا 'مینڈیٹ' ہے۔ محترمہ بینظیر نے اس کے جواب میں کہا ہے کہ یہ 'مینڈیٹ' چرایا ہوا ہے۔

○ وفاقی وزیر قانون نے کہا ہے کہ جماعت اسلامی کو آئی جے آئی سے نکلنے کے بعد اسمبلیوں میں اپنی سیٹیں چھوڑنی ہونگی۔

شہد خالص
دستیاب ھے
قیمت فی بوتل فی کلو ۶۰/- روپے
خورشید یونانی دواخانہ رجسٹرڈ
گول بازار۔ ربوہ

فوری ضرورت
محلہ دارالصدر۔ دارالرحمت۔ دارالبرکات۔ دارالنصر غربی اور دارالعلوم میں پلاٹس و مکانات کی فوری ضرورت ہے۔ ضرورت مند احباب برائے فروخت رابطہ فرمائیں۔
ہر قسم کی جائیداد کی خرید و فروخت کیلئے۔ آپ کا اپنا با اعتماد ادارہ۔
پراپرٹی سنٹر کمیٹی مارکیٹ اقصیٰ روڈ۔ ربوہ

جدید ہومیو پیتھی
کیوریٹو سسٹم (CURATIVE SYSTEM) ہومیو پیتھی کی جدید ترین (MODERN) صورت ہے۔ محض چھوٹی طاقت (۳۰ پوٹینسی یا اس سے کم) کے چند مرکبات تو یورپ اور ایشیا کی کئی کمپنیاں پیش کرتی ہیں لیکن ٹنکچر (Q) سے لے کر ۶، ۳۰، ۲۰۰، ۱۰۰۰، دس ہزار اور لاکھ طاقتوں (POTENCIES) میں ۵۰۰ مکمل اور مختصر کورسز میں عام استعمال کی انسانی، حیوانی اور پولٹری ادویات کا ایک نظام صرف ہم پیش کرتے ہیں۔ پرانی، ضدی، بار بار حملہ کرنے والی اور پیچیدہ امراض کے مکمل کورسز، رہنما لٹریچر کے ساتھ ایسا آسان طریقہ علاج مہیا کرتے ہیں کہ ہومیو پیتھک ڈاکٹروں کے ساتھ ساتھ بڑی تعداد میں ایلو پیتھ ڈاکٹر اور یونانی طبیب بھی ان سے بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔ عام پڑھے لکھے لوگ بھی استفادہ کر سکتے ہیں ——— مفصل لٹریچر ہر شہر کے کیوریٹو سٹاکسٹوں سے مفت یا ایک روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر بذریعہ ڈاک طلب کریں۔
کیوریٹو میڈیسن (ڈاکٹر راجہ ہومیو) کمپنی (رجسٹرڈ) ربوہ
فون ۶۰۶، ۶۰۷، ۷۷۱